کتب خانوں کی ابتداء

حضرت مولانا عبداللہ کاپودروی

ہمارے لیے اس بات کا تعین مشکل ہے کہ قدیم زمانے میں سب سے پہلے کس نے کتب خانہ قائم کیا اس طرح یہ بھی کہنا دشوار ہے کہ سب سے پہلے کس شہر یا ملک میں کتب خانے کی بنیاد پڑی۔

البتہ جدید تحقیقات اور مختلف علاقوں میں آثار قدیمہ کی کھدائی سے پتا چلتا ہے کہ عراق میں دجلہ وفرات کے درمیانی علاقے میں کتب خانوں کے موجود ہونے کے آثار پائے گئے ہیں اور یہ.......... عیسوی سے قبل کی بات ہے، چنانچہ نینوی، بابل اور تل العمارۃ نامی وادی فرات میں پتا لگایا ہے کہ وہاں تقریباً تیس ہزار پختہ اینٹیں ملی ہیں جس پر خطِ مسماری میں انتظامی، فنی اور ادبی چیزیں لکھی ہوئی ہیں، اس طرح وادی نیل میں بھی بعض کتب خانوں کے آثار پائے گئے ہیں جس میں سے قدیم اسمیند باس کا کتب خانہ ہیں، نیز حوتب، خوضر، خضرع کے مکتبات بھی قدیم ترین کتب خانے شمار کیے جاتے ہیں، جہاں تک عربوں کا تعلق ہے انھوں نے اپنے بعض وقائع اور فکری آثار پتھروں پر نقش کر کے محفوظ کیے ہیں، اور اس بات کے کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اسلام میں کتب خانوں کا نظام مسجدوں کے ساتھ ساتھ شروع ہوا تھا مسجدیں صرف عبادات کی جگہیں نہیں تھیں بلکہ اجتماعی اور سیاسی کاموں کے مراکز اور علمی درس گاہیں بھی ہوتی تھیں مسلمان بچے قرآن مجید، اس کی تفسیر، حدیث شریف، عربی زبان، وغیرہ علوم مسجد کے علمی حلقوں میں بیٹھ کر حاصل کرتے تھے، قرن اوّل میں کوئی مسجد قرآن مجید، تفسیری کتب، کتب حدیث سے خالی نہیں ہوتی تھی۔

ہم اس بات کے کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ اسلام میں سب سے پہلا کتب خانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حجرہ مبارکہ تھا، اس لیے کہ جو وحی نازل ہوتی تھی کاتبین وحی لکھ کر اس کو یہاں رکھتے تھے پھر حجرہ مبارکہ سے یہ صحیفے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس منتقل کیے گئے اور انھوں نے حضرت زید بن ثابتؓ کے تعاون سے اس کو جمع فرمایا خود حضرت زیدؓ کاتبین وحی میں بلند مقام رکھتے تھے خلیفۂ اوّل کے بعد یہ صحیفے خلیفۂ ثانی حضرت عمر کے پاس محفوظ رہے اور ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کے کمرے میں محفوظ رہے، حضرت عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ان سے عاریتاً لے کر مختلف نسخے تیار کروائے اور اسلامی علاقوں میں پھیلا دیے۔

اس کے علاوہ بہت سے صحابہؓ کے پاس ذاتی کتابیں تھیں، مثلاً حضرت سعد ابن عبادہؓ (۱۵ھ) کے پاس کی

کتابیں تھیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں لکھی ہوئی تھیں، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے پاس ان کا مشہور قرآن اور دیگر صحیفے تھے، حضرت اسماء بنت عمیسؓ (۳۵ھ) کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا مختصر مجموعہ تھا، حضرت علی بن ابی طالبؓ کا صحیفہ تو مشہور ہے جس میں دیت اور اسنان اہل درج تھے، نیز سیدنا ابوھریرہؓ کے پاس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے مجموعے تھے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اپنی کتابیں اور صحیفے ایک صندوق میں رکھتے تھے حضرت ابن عباسؓ کی کتابیں اونٹ پر لادی جائے اتنی مقدار میں تھیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بھی کتابیں موجود تھیں، حضرت عروہ بن الزبیرؓ کی کتابیں حرہ کے دن جل گئیں تو انھوں نے فرمایا کہ وددت لو ان عندی کتبی باھلی ومالی میرے مال اور میری اولاد کے بدلے میری کتابیں باقی رہتیں تو مجھے زیادہ پسند تھا، ابوقلابہ عبداللہ بن زید الجرمی (۱۰۴ھ) جو کبار تابعین میں سے ہیں انھوں نے اپنی کتابیں ایوب سختیانی (۶۸..۱۳۱ھ کو ہبہ کرنے کی وصیت کی تھی یہ کتابیں ان کے پاس اونٹ پر لاد کر لائی گئیں۔

حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پاس کتابیں ہیں جن کی ہم بہت حفاظت کرتے ہیں، ان لنا کتاباً نتعاھدھا، تاریخ کی کتابوں میں اس طرح کی بہت سی تفصیلات ہیں ہم نے چند باتیں اس لیے نقل کردیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ مسلمان ابتداء سے علم اور کتابوں کا اہتمام کرتے تھے اس میں چاہے افراد ہوں یا حکومت کے ذمے دار۔

پھر دوسری صدی کے اخیر میں عمومی کتب خانے کثرت سے قائم ہونے لگے خلفاء، امراء اور ذمے داروں نے اس سلسلے میں کافی مدد کی اس کے لیے کارکن لکھنے کا سامان، (کاغذ قلم روشنائی وغیرہ) اور جلد سازی کا سامان جمع کیا اور مختلف علوم کی اہم کتابیں جمع کرنا شروع کیں۔ مشرق ومغرب میں حکام اور امراء بہترین اور نادر کتابوں کے جمع کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھ منافست کرتے تھے، یہاں تک کہ مختلف کتب خانوں میں ہزاروں کتابیں جمع ہو گئیں، کتابوں میں لکھا ہے کہ اندلس میں خلافت اسلامیہ کی ترقی کے دور میں صرف شہر قرطبہ کے کتب خانے میں چار لاکھ جلدیں موجود تھیں جب کہ فرانس کے بادشاہ، شارل (پانچواں) اپنے مرکزی کتب خانے ۹۰۰ جلدوں سے زیادہ نہ پاسکا۔

اسلامی دور کے مشہور کتب خانے

اس مختصر مقالے میں اسلامی دنیا کے سب کتب خانوں کا ذکر تو مشکل ہے مگر ہم بعض کتب خانوں کا ذکر کرتے ہیں، زمانہ ماضی کے ان کتب خانوں کے تذکرے کے بعد دورِ حاضر کے کتب خانوں پر بھی نظر ڈالیں گے، انشاء اللہ

۱..... دَارُ الحِکمة، یَا بَیتُ الحکمة

مؤرخین کی اکثریت اس کی قائل ہے کہ اس کتب خانے کی بنیاد سب سے پہلے خلیفہ ہارون رشید (۱۴۹..۱۹۳ھ) نے ڈالی، اس کی وفات کے بعد اس کے لڑکے مامون نے بے شمار کتابیں اور دواوین سے اس کو مالا مال کر دیا اور یہ کتب خانہ عباسی دور کا سب سے شان دار اور عظیم الشان کتب خانہ شمار کیا جانے لگا، اس کتب خانے سے علما، طلبہ، اور شائقین علم برسوں مستفید ہوتے رہے یہاں تک کہ ۶۵۶ میں مغلوں نے حملہ کر کے تسلط قائم کیا اور کتب خانوں کو بھی برباد کر دیا۔

۲..... دَارُ العِلم مصر

مصر میں عبید بین کا کتب خانہ تھا، عبیدی حاکم نے اس کو دار الحکمۃ کے ساتھ ملا دیا تھا اس میں بے شمار کتابیں جمع کی گئیں اور اس کی حفاظت کے لیے عملہ مقرر کیا گیا اور مطالعہ کرنے والوں اور کتابوں کی نقل کرنے والوں کے لیے روشنائی کاغذ قلم تک کا انتظام کیا گیا، زمانہ ماضی میں اسلامی دنیا کا یہ بھی عظیم کتب خانہ تھا۔

۳..... قُرطبہ کا کتب خانہ (اندلس)

اندلس میں بے شمار کتب خانے تھے، خلافت کے زمانے میں اس کی تعداد ستر تک پہنچ گئی تھی، خصوصی کتب خانے اس کے علاوہ تھے، ان میں زیادہ مشہور قُرطبہ کا کتب خانہ تھا اموی حاکموں نے اس کی بنیاد ڈالی تھی اور مختلف خلفاء نے اس کی نگہداشت کی یہاں تک کہ مستنصر کا زمانہ آیا (۳۵...۳۶۶ھ) اس نے مختلف اسلامی ملکوں میں اپنے وکلاء مقرر کیے جو علماء کی تازہ بہ تازہ تصنیفات اور قدیم کتابیں خرید کر بھیجا کرتے تھے جس کے سبب کتب خانوں میں بے حد وحساب نادر کتابیں داخل ہوئیں، تقریباً ۴ لاکھ جلدیں کتب خانے میں موجود تھیں، اس کے علاوہ بعض دیگر کتب خانوں میں بھی بہترین کتابیں جمع کی گئیں۔

۴..... کتب خانہ حیدریہ، عراق

یہ کتب خانہ آج تک عراق میں موجود ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام نامی اسم گرامی کی طرف نسبت کی وجہ سے اس کو کتب خانہ حیدریہ کہا جاتا ہے یہ حضرات شیعہ کے خیال کے مطابق حضرت علیؓ کے مزار کے قریب کتب خانہ ہے [حضرت علیؓ کی قبر کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے] خلفاء، امراء اور اعیان شیعہ نے اس کتب خانے کی طرف بہت توجہ رکھی جس میں سب سے مشہور عضد الدولہ البویہی (۳۷۲ھ) ہیں مشہد علی کے ساتھ اس کے الحاق کے سبب شاید یہ کتب خانہ اب تک باقی رہ گیا ہے مگر اس سے استفادہ بہت مشکل ہے کیوں کہ عوام کے لیے اس کو بالکل نہیں کھولا جاتا۔

۵..... ابن سوار کا کتب خانہ، بصرہ میں

ابوعلی بن سوار الکاتب نے (جو عضد الدولہ کے درباریوں میں تھا) اس کی تاسیس کی تھی اس میں بہت سی کتابیں تھیں۔

۶..... سابور کا کتب خانہ

سابور بن اردشیر، (۴۱۶) نے ۳۸۳ میں مقام کرخ میں اس کی بنیاد ڈالی، اور اس کا نام بھی دار العلم رکھا، اس میں تقریباً دس ہزار مختلف علوم وفنون کی بہترین کتابیں جمع کر دیں یہ کتب خانہ اس دور میں بہت اہم ثقافتی مرکز شمار ہوتا تھا جس میں علماء اور محققین مطالعہ اور مناظرہ کے لیے جمع ہوتے، ابوالعلاء المعری جب بغداد میں تھا تو کتب خانے میں بار بار آتا تھا۔

۷..... مسجد زیدی کا کتب خانہ (بغداد)

ابوالحسن علی ابن احمد زیدی (۵۷۵ھ) نے اس کی بنیاد ڈالی اور اس کو بہترین کتابوں سے مزین کیا دوسرے شائقین نے بھی اس کی ترقی میں مدد کی اس میں بھی مطالعہ کرنے والوں، نقل کرنے والوں اور علماء کے لیے سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔

۸..... رامھرز کا کتب خانہ

اس کو بھی ابن سوار نے شہر رامھرز نے بصرہ کے کتب خانے کے طرز پر قائم کیا تھا۔ ان معروف کتب خانوں کے علاوہ تقریباً تمام بڑے اسلامی مدرسوں میں بہترین کتب خانے موجود تھے، جس میں فکر اسلامی (جو اس دور میں پختہ ہو چکی تھی) کو بہترین نتائج سے مالا مال کیا جاتا تھا، مثال کے طور پر:

(۱) مدرسہ نظامیہ کا کتب خانہ: جس کی نسبت وزیر شہیر نظام الملک کی طرف ہے انھوں نے بہت سے مدارس قائم کیے جن کو مدارس نظامیہ کہا جاتا ہے عراق کا شاید ہی کوئی قصبہ یا بڑی آبادی اس قسم کے مدارس سے خالی ہوتی۔

(۲) مدرسہ مستنصریہ کا کتب خانہ، (۳) دمشق کے مدارس کے کتب خانے استاد کرد علی نے خطط الشام میں دمشق کے بہت سے مدارس کا ذکر کیا ہے، پانچویں صدی ہجری میں صرف دمشق میں تقریباً ۳۰ مدارس موجود تھے جس میں بڑے بڑے نابغۂ روزگار تعلیم دیتے تھے، ان میں دار الحدیث النوریہ، مدرسہ صلاحیہ، مدرسہ عالیہ، مدرسہ ظاہریہ، وغیرہ بہت مشہور و معروف تھے اور یہ ادارے اعلیٰ تعلیم کے تھے، ابتدائی اور متوسط تعلیم کے مدرسے تو بے شمار تھے، (۴) فاضلیہ کا کتب خانہ، اس مدرسے کی نسبت قاضی فاضل کی طرف ہے، اس کے علاوہ مصر میں بھی بہت مدارس تھے مثلاً مدرسہ کاملیہ، مدرسہ صالحیہ، مدرسہ صاحبیہ، علامہ مقریزی نے خطط میں ان سب کا ذکر کیا ہے ان

کے علاوہ شام کے شہر حلب میں اسی مدارس تھے بیت المقدس شریف میں بھی اچھے مدرسے تھے۔

ان کے علاوہ بعض خلفاء اور امراء نے اپنے اپنے گھروں اور محلات میں اچھے اچھے کتب خانے بنا رکھے تھے فتح بن خاقان نے (۲۴۷ھ) جو عباسی خلیفہ متوکل کا وزیر تھا، بہترین کتب خانہ اپنے محل میں بنایا تھا اسی طرح مصر کے ایک بڑے امیر جو بڑے عالم بھی تھے علوم ریاضی وحکمت کا شان دار کتب خانہ جمع کر چکے تھے نیز خلیفہ ناصر الدین، (۶۲۲ھ) کا بڑا ذاتی کتب خانہ تھا اسی طرح خلیفہ معتصم باللہ (۶۵۶ھ) نے مختلف علوم وفنون پر مشتمل نفیس کتابیں اپنے پاس جمع کر دی تھیں، کتابوں کے جمع کرنے کا شوق خلفاء امراء تک ہی محدود نہ تھا بلکہ بہت سے علماء اور طلبہ بھی اس کا خاص اہتمام کرتے تھے بہت سے علماء نے اپنی کتابیں طلبہ کے لیے وقف کر دی تھیں جیسا کہ امام حافظ ابو حاتم محمد بن حبان البستی (۳۵۴ھ) کے حالات میں لکھا ہے کہ انھوں نے اپنی کثیر تالیفات ودیگر کتب شہر کے ایک خاص مکان میں رکھی تھیں اور اہل علم کے لیے ان تمام کتابوں کو وقف کر دیا تھا اور یہ ساری باتیں اس امت کے لیے تعجب خیز نہیں جن کے مذہب نے اس کو علم کی قدرت سمجھائی ہے اور اس کے لیے اسباب مہیا کیے اگر مسلمان کتب خانوں اور وراقین کی دوکانوں کی طرف بڑھتے تھے تو اس کا سبب بھی تھا کہ اسلام نے ان پر علم کے دروازے کھول دیے تھے اور علم کو رفع درجات کی بنیاد بنایا تھا۔

اسی لیے غیر مسلم محققین مسلمانوں کے اس علمی شوق اور کتابوں سے حیرت زدہ ہو جاتے ہیں ان کو تاریخ میں ایسی کوئی دوسری قوم نظر نہیں آتی جس نے انسانی تہذیب کو مسلمانوں کی طرح فکری غذا پہنچائی ہو۔

اخیر میں یہ بھی عرض کر دیں کہ یہ علمی ذوق اور کتابوں سے شغف صرف مردوں تک محدود نہ تھا بلکہ بہت سی فاضل عورتیں بھی اس میدان میں سبقت کرتی تھیں چنانچہ قرطبہ میں ایک بار جب گنتی ہوئی تو اس کے اکسی محلوں میں ایک سو ستر عورتیں، بہترین خط کوفی سے مصاحف لکھا کرتی تھیں۔

عائشہ قرطبیہ (۴۰۰ھ) جو مصاحف لکھنے والوں میں سے ایک تھیں اپنے گھر میں بہترین کتب خانہ رکھتی تھیں، وہ دور تھا جب یوروپ میں عورتیں جہالت اور غلامی کے جہنم میں سسک رہی تھیں اور ظلم وجہالت کی وادی میں سرگرداں تھیں، مذکورہ تاریخی واقعات پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ بات پختہ ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں نے انسانی تہذیب کے علمی گوشوں کو نکھارنے اور سنوارنے میں جو مدد کی ہے وہ دنیا کی کوئی قوم نہ کر سکی، مسلمانوں نے علم کی ترقی اور تہذیب کو پھیلنے اور پھولنے اور پروان چڑھانے کے لیے ہر میدان میں فعال کردار ادا کیا ہے اور یوروپ کو اندلس کے راستے سے علم کی روشنی پہنچانے اور اسلامی ممالک کے دیگر پڑوسی ملکوں کی ثقافتی سطح کو بلند کرنے کا سہرا مسلمانوں ہی کے سر پر ہے نیز دیگر سابقہ اقوام کے علمی سرمایہ کی حفاظت اور اس میں اضافہ کرنے میں مسلمانوں کا اہم کردار رہا ہے،

مر افسوس ہے کہ یورپ کے بعض ملکوں نے احسان کا بدلہ احسان سے دینے کے بجائے احسان فراموشی اور احسان کے بدلہ برائی کا ثبوت دیا چنانچہ جب بعض اسلامی ملکوں میں کمزوری پیدا ہوئی تو دشمن ان پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور اسلامی ملکوں میں قتل وغارت گری اور فساد و بربادی شروع کردی اور انھوں نے کتب خانوں اور قیمتی کتابوں کو جلا دیا، یا ندیوں میں غرق کردیا اور بعضوں نے بہترین کتابوں کا سرقہ کر کے اپنے ملکوں کو منتقل کردیا اس بربادی سے بہت کم سرمایہ بچ سکا، لیکن جب مسلمانوں کے پاس باقی ماندہ قلیل علمی سرمایہ کا مقابلہ دیگر قوموں کے علمی سرمایہ سے کیا جاتا ہے تو اب بھی مسلمانوں کا علمی سرمایہ ان سے کئی گنا ہے، اور اب تک ہمارے مخطوطات کا عظیم سرمایہ دنیا کے کتب خانوں میں موجود ہے جو مرور زمانہ کے باوجود مسلمانوں کی علمی ترقی اور فکری پختگی کی شہادت دے رہا ہے۔

یقیناً مسلمان اس قیمتی سرمایہ پر فخر کرتے ہیں اور اس کی حفاظت اور نشر و اشاعت کے لیے کوشاں ہیں۔

اب ہم موجودہ دور کے اہم کتب خانوں پر نظر ڈالتے ہیں:

موجودہ دور میں دنیا کے مشہور کتب خانے

ہم دنیا کے موجودہ کتب خانوں کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کو مناسب خیال کرتے ہیں اس کے بعد ان کتب خانوں کا ذکر ہوگا جو یوروپ اور امریکا کے مختلف مقامات پر ہیں جن میں بڑی مقدار میں عربی مخطوطات موجود ہیں اس جگہ ہم مختلف ممالک کے مشہور کتب خانوں کا ذکر کریں گے، جو کتب خانے امیروں کے محلوں میں یا یونیورسٹیوں اور اکیڈمیوں میں ہیں ان کا ذکر نہیں ہوگا۔

ملکوں کے نام ہجی کے اعتبار سے تحریر کیے جاتے ہیں۔

☆.....۱۔اردن

اردن کے مشہور شہر عمان میں دارالکتب الاردنیہ کے نام سے معروف کتب خانہ ہے اس کے علاوہ اردن کے مشرقی شہروں مثلاً اِربد اور معان بھی اچھے کتب خانے موجود ہیں۔

☆.....۲۔تونس

(الف) قیروان کی جامع کا کتب خانہ

قیروان کی جامع مسجد اسلامی دنیا کی مساجد میں سب سے بڑی مسجد ہے، وہ جامع ازہر سے بھی بڑی ہے جن مسلمانوں نے شمالی افریقہ کو آزاد کرایا تھا انھوں نے ہی اس کی تعمیر کی تھی پھر بعد والے اس میں اضافہ کرتے گئے پھر سلطان المعز بن بادیس ابن منصور نے اپنے زمانے میں اس کی تکمیل کی، ابن بادیس کا دور (۴۰۹ تا ۴۵۴ھ) ہے، اس مسجد کے ساتھ ایک عظیم کتب خانہ باقی رہا اس کے بعد اس میں بھی تنزل شروع ہوا اور بے اعتنائی کے سبب کافی

کتابیں چوری ہوئیں، بالآخر تونس کی حکومت نے (۱۹۴۰ء) میں اس کی طرف توجہ کی اور اس کا نظم سنبھالا۔

(ب) جامع زیتونہ کا کتب خانہ

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شہر زیتونہ کو تابعی جلیل حضرت عبداللہ بن الحجاب ؒ نے ۱۱۴ھ میں تعمیر کیا تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ بنو الاغلب نے اس کو ۱۴۵ھ میں تعمیر کیا تھا اور یہ مسجد دنیا کی عظیم درس گاہ بھی بن گئی اس کے ترقی اور شباب کے دور میں یہ درس گاہ جامع ازہر کے مثل سمجھی جاتی تھی اس مسجد کے ساتھ ۷۹۷ھ میں ایک عظیم کتب خانہ بنایا گیا جو مکتبہ جامع زیتونیہ سے مشہور ہے۔

(ج) عبدلیہ اور صادقیہ کا کتب خانہ

عبدلیہ کی نسبت ابوعبداللہ محمد بن حسن بن محمد المسعود کی طرف ہے۔

انھوں نے دسویں صدی کے شروع میں اس کی تاسیس کی تھی یہ کتب خانہ ضائع ہونے کے قریب تھا مگر تونس کا حکمراں بانی محمد صادق نے اس کی طرف توجہ کی اور اس کی تجدید کی جس کا دور حکومت ۱۲۷۶ھ تا ۱۲۹۸ھ رہا ہے اس لیے اس کتب خانے کی نسبت اس کی طرف کردی گئی ہے اس میں کتابیں جمع کردی گئی ہیں۔

(د) تونس کا کتب خانہ عمومی (پبلک لائبریری) PUBLIC LIBRARY

.....۳۔ الجزائر

۱۔ جامع بائی کا عربی کتب خانہ جو بون شہر میں ہے۔

۲۔ بوجی شہر کا کتب خانہ۔

۳۔ کتب خانہ بادیسیہ قسطنطنیہ۔

۴۔ الجزائر شہر کا مکتبہ اہلیہ۔

۵۔ الجزائل کی جامع مسجد کا کتب خانہ۔

ان میں کتب خانہ بادیسیہ شیخ عبدالحمید بن بادیس (متوفی ۱۳۰۹۔۱۹۴۰) کی طرف منسوب ہے جنھوں نے اس عظیم کتب خانے میں بہترین کتابیں جمع کی ہیں اس کے علاوہ مختلف خانقاہوں کے کتب خانے مستشرق دیبیہ باسیہ نے اس کی الگ فہرست مرتب کی۔

☆.....۴۔ سوریہ (شام)

(الف) دمشق میں دار الکب الظاہریہ ،

اس کتب خانہ کی نسبت الملک الظاہر بیبرس متوفی ۶۷۶ھ کی طرف ہے، شہر دمشق بہترین کتب خانوں سے بھرا

[illegible] ۸۰۳ھ میں اس کو برباد کر دیا یہاں تک کہ دمشق تین روز تک جلتا رہا تیمور اپنی تمام سفاکیوں کے ساتھ اسی روز تک مقیم رہا، اس حادثے کے بعد جو کتابیں مختلف مقامات پر بچ گئی تھیں ان کو مکتبہ ظاہریہ میں جمع کر دیا گیا، مختلف لوگوں نے اس کی دیکھ بھال اور تعمیر و ترقی میں حصہ لیا مگر اس کی آبادی کا سہرا علامہ شیخ طاہر الجزائری کے سر ہے جنھوں نے اس کی حفاظت اور ترقی میں بہت جانفشانی فرمائی، اس کتب خانے میں شاید دنیا کے تمام کتب خانوں سے زیادہ قلمی نسخے ہیں، اس میں ایسے نادر مخطوطات ہیں جو شاید ہی کسی اور جگہ مل سکیں، مخطوطات کی تعداد گیارہ ہزار چار سو پچیس جلدیں ہیں، جس میں پچاس سے ساٹھ ہزار کتابیں شامل ہیں اس کتب خانے کی اب تک:
(۱) تاریخ اور اس کے ملحقات (۲) علوم القرآن (۳) شعر (۴) الفقہ الشافعی (۵) الحدیث (۶) طب (۷) ہیئت و جغرافیہ (۸) فلسفہ کی فہرستیں شائع ہو چکی ہیں، عنقریب فقہ حنفی، لغت اور تاریخ (قسم ثانی) شائع ہوں گی۔

(ب) شہر حلب میں دار الکتب الوطنیہ ،

دمشق کی المجمع العلمی العربی نے حلب میں کتب خانہ ظاہریہ او عادلیہ کی دو شاخیں قائم کی تھیں ٹ جو ۱۳۵۶ھ تک باقی رہیں اس کے بعد جدید عمارت میں ان کو منتقل کر دیا گیا۔

(ج) حلب کے مکتبات الاوقاف،

حلب کی بہت ساری مساجد میں بہترین کتب خانے تھے مگر وہ عدم اعتناء کے شکار ہوتے رہے، مدیر اوقاف نے بقیہ کتابوں کو پایا اور ان کو اوقات کے مکتبات میں محفوظ کر دیا گیا، ان کے علاوہ ملک شام کے مختلف بڑے شہروں میں اچھے کتب خانے موجود ہیں۔

☆.....۵۔ سعودیہ

۱۔ مکہ مکرمہ میں حرم پاک کا کتب خانہ۔

۲۔ مکتبہ مکہ مکرمہ یہ کتب خانہ محلہ غشاشیہ میں واقع ہے، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ وہی جگہ ہے جو مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معروف ہے۔

۳۔ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا کتب خانہ مدینہ منورہ میں۔

۴۔ مکتبہ عارف حکمت، مدینہ منورہ،

شیخ الاسلام عارف حکمت بک بہت ہی بڑے فاضل عالم اور ادیب تھے، ۱۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے، ۱۲۷۵ھ میں وفات ہوئی، ان کے پاس ان کا بہت ہی قیمتی ذاتی کتب خانہ تھا انھوں نے ۱۲۶۰ھ میں اس کو علماء اور طلبہ کے لیے وقف کر دیا تھا اس کتب خانے میں تقریباً دس ہزار جلدیں ہیں جس میں بعض نادر مخطوطات بھی ہیں۔

۵۔ مکتبہ محمودیہ مدینہ منورہ اس کتب خانے کو سلطان محمود ثانی عثمانی (۱۲۲۳ـ۱۲۵۵ھ) کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

۶۔ دارالکتب الوطنیہ ریاض۔

۷۔ اسی طرح دارالافتاء کے مختلف کتب خانے جس میں شہر دخنہ کا المکتبہ السعودیہ بہت مشہور ہے۔

۸۔ مکتبہ ادیب ماجد کردی، مکہ مکرمہ۔

یہ کتب خانہ بہت سی مؤلفات سے بھرپور ہے الاستاذ ماجد کردی نے علما، طلبہ اور ادباء کے لیے اس کو وقف کر دیا ہے۔

☆.....۶۔سوڈان

۱۔ ام درمان کا مکتبہ عامہ،

۲۔ دیگر مساجد کے ملحقہ کتب خانے۔

☆.....۷۔عراق

۱۔دارالکتب العمومیہ، بغداد،

اس کتب خانے کو وزیر علامہ داؤد باشا (۱۷۷۴ـ۱۸۵۱) نے بنایا تھا ۱۳۰۱ھ میں اس کا افتتاح عام لوگوں کے لیے کر دیا گیا تھا، جامع حیدر خانہ میں اس کا مرکز ہے۔

۲۔ مکتبہ عامہ، بغداد،

۳۔ مکتبہ الاوقاف، بغداد، اس میں مختلف مساجد کے کتب خانے جمع کر دیے گئے ہیں۔

۴۔ مکتبہ النجب الاشرف جس کا دوسرا نام مکتبہ حیدریہ ہے۔

۵۔ نجف اشرف میں مکتبہ حسینیہ ہے، اس کو الحاج علی محمد نجف آبادی نے ۱۳۳۲ھ میں اپنی وفات سے قبل طلبہ کے لیے وقف کر دیا تھا۔

۶۔مکتبہ غازی، موصل،

شہر موصل میں بہت قدیم نفیس و نادر کتابوں پر مشتمل کتب خانے تھے مگر ہلاکو اور تیمور لنگ جیسے ظالموں نے اسے برباد کر دیا ان کتب خانوں میں سے جو کتابیں محفوظ رہ گئی تھیں اس کو ملک فیصل اول نے اپنے بیٹے غازی الاول کے نام سے مکتبہ قائم کر کے جمع کر دی تھیں۔

☆.....۸۔فلسطین

ا۔ بیت القدس میں مکتبہ مسجد اقصیٰ،

مسجد اقصیٰ میں قدیم زمانے سے بہترین کتابوں کا ذخیرہ تھا مگر اس میں بہت سی کتابیں ضائع ہونے لگیں تو المجلس الشعری الاسلامی نے اس کی حفاظت کے لیے ۱۳۴۱ھ میں یہ کتب خانہ قائم کر کے اس کی ضیافت کا انتظام کیا۔

۲۔ مکتبہ خالدیہ ، بیت المقدس ،

اس کو خاندان خالدی نے قائم کیا اس خاندان کی نسبت حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف ہے کتب خانے کی تاسیس ۱۳۱۸ھ ۱۹۰۰ء میں ہوئی ہے۔

☆.....۹۔الکویت

ا۔ شہر کویت کا مکتبہ عامہ،

☆.....۱۰۔لبنان

ا۔ المکتبہ الوطنیہ، بیروت

۲۔ مکتبہ الجامع الکبیر المصوری طرابلس،

یہ کتب خانہ کئی مختلف کتب خانوں کو جمع کر کے بنایا گیا ہے بہت سے لوگوں نے اپنے ذاتی کتب خانے جامع منصوری کے لیے وقف کر دیے تھے۔

☆.....۱۱۔مصر

ا۔ دارالکتب المصریہ، قاہرہ میں۔

ہمارے اس دور میں قاہرہ کا دارالکتب المصریہ کا شمار عظیم کتب خانوں میں ہوتا ہے ۱۲۸۷ھ ۱۸۷۰ء میں اس کی بنیاد ڈالی گئی تھی اور اس میں قاہرہ وغیرہ دوسرے شہروں کے قیمتی ذاتی کتب خانوں کی کتابیں جمع کی گئیں اور یہ کتب خانہ برابر ترقی پذیر ہے، حتیٰ کہ اس میں دس لاکھ جلدوں سے زیادہ کتابیں ہیں اب اس کے ساتھ ایک مطبع بھی قائم کر دیا گیا ہے جن میں بعض اُمہات الکتب کو طبع کیا جاتا ہے اس کے ایک حصے میں متحف (میوزیم) بھی ہے جس میں نادر عربی مخطوطات رکھے جاتے ہیں، مطبوعہ کتابوں کے علاوہ قلمی کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ دارالکتب المصریہ میں موجود ہے۔

۲۔مکتبہ الازھریہ، قاھرہ ،

جامع ازہر کا یہ کتب خانہ بھی بہت نادر وقیمتی کتابوں کا ذخیرہ ہے جو کتابوں کی کثرت اور نادر مخطوطات کے سبب عالم اسلام کا معروف کتب خانہ سمجھا جاتا ہے۔

۳۔ اسکندریہ کا مکتب عامہ،

۴۔ مصر کے دیگر بڑے شہروں کے کتب خانے۔

☆.....۱۲۔المغرب (مراکش)

۱۔ شہر رباط کا مکتبہ عامہ

مراکش کے شہر رباط میں المعہد العلمی للدراسات المغربیۃ العلیا کے نام سے ایک ادارہ ہے اس کے کتب خانے میں بہت قیمتی مخطوطات ہیں، جن میں سے بعض کو معہد نے شائع بھی کیا ہے اوراس کتب خانے کی بہترین فہرست بھی تیار کی ہے۔

۲۔ مکتبہ جامع قروین، شہر فاس میں،

۳۔ خزانۃ الجامع الکبیر، شہر طنجہ میں، اس کتب خانے کی فہرست بھی شائع ہوگئی ہے۔

۴۔ مغرب کے دیگر بڑے شہروں کے کتب خانے، فاس، سلا، مکناس، مراکش، وجدہ، اور دار البیضاء وغیرہ شہروں میں اچھے کتب خانے موجود ہیں۔

☆.....۱۳۔یمن

۱۔ جامع صنعاء کا مکتبہ عمومیہ،

اس کتب خانے میں مطبوعہ کتابوں کے ساتھ ساتھ بہت سی نفیس مخطوطہ کتابیں موجود ہیں

☆.....۱۴۔ایران

۱۔ طهران کے مکتبات،

ایران اسلامی سلطنت کا اہم حصہ رہا ہے اس میں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے اور وہاں بڑے بڑے کتب خانے تھے اس کا بڑا حصہ طہران کے کتب خانوں میں منتقل کردیا گیا ہے طہران کے مشہور کتب خانوں میں شاہی کتب خانہ ہے اس میں تقریباً پانچ ہزار قلمی کتابیں موجود ہیں اس طرح کتب خانہ ناصریہ میں بھی نادر مخطوطات ہیں۔

ملک التجار کا کتب خانہ بھی بہت مشہور ہے۔

۲۔ اصفہان کے کتب خانے،

۳۔ تبریز کے کتب خانے،

۴۔ زنجان کے کتب خانے،

۵۔ اردبیل کے کتب خانے،

۶۔دیگر بڑے شہروں کے کتب خانے مثلاً ساوہ،شہد،خبانجہ مشہد کے کتب خانے میں بعض نادر مخطوطات ہیں۔

☆.....۱۵۔ترکی

۱۔ استنبول کا مکتبہ الجامعہ،اس کتب خانے میں ستر ہزار مخطوطات ہیں۔

۲۔ مکتبہ عمومیہ،استنبول،اس میں پانچ ہزار قلمی نسخے ہیں۔

۳۔ مکتبہ الفاتح جو مسجد الفاتح کے ساتھ ملحق ہے اس میں چھ ہزار قلمی نسخے موجود ہیں۔

۵۔ مکتبہ السلیمانیہ اس کتب خانے کے ساتھ بہت سے دیگر کتب خانے جوڑ دیے گئے ہیں مثلاً عاشر آفندی، مکتبہ شہید علی،مکتبہ شیراز مکتبہ مصطفیٰ رئیس الکتاب وغیرہ۔

۶۔ مکتبہ سرائے طبقہ،استنبول کا کتب خانہ اس کتب خانے کے ساتھ بھی بہت سے دیگر کتب خانوں کو جوڑ دیا گیا ہے۔

۷۔ شہر بروسہ کا کتب خانہ،جس میں خزانجی زادہ کا کتب خانہ حسین علی جلبی اور بعض دیگر کتب خانے معروف ہیں۔

۸۔علی اسیری کا کتب خانہ اس کتب خانے میں بیس ہزار قلمی نسخے موجود ہیں۔

☆.....۱۶۔ھندوستان

۱۔ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کا کتب خانہ،

۲۔ کلکتہ نیشنل لائبریری،بنگال،

۳۔ سرفیروز کتب خانہ بمبئی،

۴۔ بانکی پور کا کتب خانہ پٹنہ(بہار)جو خدا بخش لائبریری کے نام سے مشہور ہے۔

۵۔ مدارس کا سرکاری کتب خانہ(مدراس)

۶۔ کتب خانہ آصفیہ،حیدرآباد دکن،

۷۔ سالار جنگ میوزیم حیدرآباد دکن،

۸۔ دارالعلوم دیوبند،مظاہر علوم سہارن پور،ندوۃ العلماء لکھنؤ،مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے کتب خانے۔

۹۔ پیر محمد شاہ کا کتب خانہ،احمد آباد(گجرات)

۱۰۔ احمد آباد کے مشہور عالم شیخ وجیہ الدینؒ کے کتب خانے میں صرف تفسیر وحدیث کی اٹھارہ ہزار کتابیں تھیں۔

۱۱۔ پٹن کا کتب خانہ،جو مدرسہ کنز المرغوب میں ہے(گجرات)

۱۲۔ ٹونک کا کتب خانہ،راجستھان،

۱۳۔ کتب خانہ رضا، رام پور، (یوپی)

رام پور کی رضا لائبریری میں تقریباً پندرہ ہزار کے قریب مخطوطے ہیں، جن میں بڑی تعداد عربی کی ہے یعنی تقریباً چھ ہزار مخطوطات، اتنے ہی لگ بھگ فارسی کے ہیں، تقریباً دو ہزار اردو کے، خدا بخش لائبریری پٹنہ میں بھی تقریباً پندرہ ہزار قلمی نسخے موجود ہیں، جن میں سے صرف آدھے نسخوں کی فہرستیں چھپی ہیں اور وہ دو چار نہیں ۴۴ جلدوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔

۱۴۔ ادارہ تحقیق عربی وفارسی

Arabic and Persian Research Institute Tonk Rajasthan

اس لائبریری میں بے شمار کتابیں موجود ہیں اور کتابیں بھی ایسی کہ جو شہنشاہوں شاہزادوں کے کتب خانوں میں رہ چکی ہیں کوئی کتاب ہرات سے پہنچی ہے اس پر جامی کی تحریر موجود ہے، کوئی کتاب لوٹے ہوئے بغداد سے آئی ہے اس پر دجلہ کی چھینٹیں موجود ہیں کسی پر شاہ جہاں کے دستخط ہیں کسی پر اس کے بیٹے داراشکوہ کی تحریریں ہیں کہیں بیرام خاں کے بیٹے عبدالرحیم خان خاناں نے چند کلمات لکھے ہیں، تو کہیں شاہ ولی اللہ کی تحریر آنکھوں کے راستے روح میں اثر کر جاتی ہے، اس کتب خانے میں بھی ۳۰ مختلف فنون کی پندرہ ہزار کتابیں ہیں۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی آزاد لائبریری میں تین یا چار کلکشن (Collection) بہت اہم ہیں: ۱۔ سبحان اللہ کلکشن ۲۔ حبیب کلکشن ۳۔ سید سلیمان ندوی کلکشن ۴۔ مسعود حسن رضوی کلکشن، بے مثال کتابوں اور مخطوطات کے یہ ذخیرے اب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں محفوظ ہیں۔

کتب خانہ سعیدیہ حیدرآباد (دکن) میں ہے جو مفتی محمد سعید خاں مرحوم کی یادگار ہے جس میں چار ہزار سے زائد نایاب قلمی کتابیں موجود ہیں۔ (کتب خانہ ص:۱۰۲)

......دل کو جلاتا ہے

ایک کنجوس شخص روٹی اور شہد لے کر کھانے بیٹھا تو عین اسی وقت دروازے پر کوئی مہمان آدھمکا، کنجوس نے روٹی اٹھا کر ایک طرف رکھ دی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ شہد بھی غائب کرتا، مہمان دروازہ کھول کر اندر آپہنچا، مہمان کے بیٹھ جانے کے بعد کنجوس نے کہا، ''روٹی کے بغیر آپ شہد چاٹنا پسند کریں گے؟'' مہمان نے کہا، ''کیوں نہیں''۔ پھر آؤ دیکھا، نہ تاؤ، انگلیوں سے شہد چاٹنا شروع کر دیا۔ کنجوس شخص اسے یوں بے دردی سے شہد کا صفایا کرتا دیکھ کر ضبط نہ کر سکا اور بول پڑا ''آپ کو معلوم ہے کہ خالی شہد دل کو جلاتا ہے'' مہمان نے برجستہ جواب دیا، ''جی ہاں! مگر آپ کے دل کو''

(المستطرف ص، ۱۹۵)